المصنف فی الاحادیث والآثار (مصنف ابن ابی شیبہ)

(تعارفی ومنہجی جائزہ)

حافظ حامد حماد☆

ABSTRACT:

For correct understanding of Islam as wel as the knowledge of Quranic Text and Ahadith is necessary , the orientation of His Companian`s views and Fatwas is also essential.

These views are called `Asaar` in the term of Usoole Hadith. The major collection of Asaar is found in the books titled as Musannafat. For example Musannaf Abdul Razzaq and Musannaf Ibne Abi Shaiba etc.

Musannaf Ibne Abi Shaiba is a famous and source book to find out the Asaar. The pattern

and authenticity of this book is discussed in this research article.

دین اسلام کے صحیح فہم کے لیے جہاں قرآن وسنت کی نصوص سے واقفیت ضروری ہے وہاں ان نصوص کی تعبیر کے لیے صحابہ وتابعین اور ائمہ عظام کے اقوال وفتاوی سے آگاہی بھی لازم ہے۔ان اقوال وفتاوی کو اصطلاح میں آثار کہتے ہیں۔حدیث کی معروف کتب صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ میں اگرچہ صحابہ وتابعین کے آثار مل جاتے ہیں تاہم آثار کا بڑا ذخیرہ 'مصنّفات' سے حاصل ہوتا ہے۔اصول حدیث کی اصطلاح میں 'المصنّف' ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے پہلو بہ پہلو فہم حدیث کے لیے صحابہ و تابعین اور ائمہ کرام کے اقوال وفتاوی بھی درج کیے گئے ہوں۔

دین اسلام کا صحیح فہم حاصل کرنے کے لیے اور شریعت کا مزاج جاننے کے لیے اور اسلامی احکامات معلوم کرنے کے لیے کوئی بھی عالم اور مفکر ومحقق 'مصنّفات' سے ناواقف اور نابلد نہیں ہوسکتا۔اس طرز کی کتب میں چونکہ احادیث وآثار سند کے ساتھ مذکور ہوتے ہیں اس لیے انھیں مصدر وماخذ کا درجہ حاصل ہے۔مصنفات کی اسی اہمیت کے پیش نظر،ذیل میں مصنّف ابن ابی شیبہ کا تعارفی ومنہجی مقالہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔مؤلف کا تعارف

حسب ونسب اور خاندانی پس منظر

آپ کا نام عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابوشیبہ بن عثمان بن خواشتی الکوفی ہے۔اور آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔آپ کی کنیت میں اہل تراجم اور اصحاب الرجال کا کوئی اختلاف نہیں۔آپ ابن ابی شیبہ العبسی کے نام سے معروف ہیں۔مشہور ماہر انساب علامہ سمعانی کہتے ہیں:

"عبس بطن من غطفان" [1] السمعانی،

الانساب: 140/4

عبس، غطفان کی ایک شاخ ہے۔ آپ کا تعلق بھی اسی خانوادے سے ہے۔ علم کی دنیا میں اس خاندان کے بیسیوں لوگ درخشندہ ستاروں کی مانند ہیں جن سے متلاشیان حق، حق کی راہنمائی پاتے ہیں۔ لوگوں کے احوال وسیر لکھنے والوں اور علمائے رجال نے ان کا تذکرہ خوب کیا ہے جیسا کہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"... اخو الحافظ عثمان بن ابی شیبة، والقاسم بن ابی شیبة الضعیف. فالحافظ ابراهیم بن ابی بکر هو ولده، والحافظ ابو جعفر محمد بن عثمان هو ابن اخیه، فهم بیت علم، و ابو بکر اجلهم..." [2] الذهبی، سیر اعلام النبلاء: 122/11

آپ عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ ضعیف کے بھائی ہیں۔ اور حافظ ابراہیم بن ابوبکر آپ کا بیٹا ہے۔ اور حافظ ابوجعفر محمد بن عثمان آپ کا بھتیجا ہے، آپ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ ہے اور ان میں سے ابوبکر بڑے ہیں۔ فن رجال کے عالم یحیٰی بن عبدالحمید الحمانی نے بھی آپ کے خاندان کو علمی خانوادہ قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:

"اولاد ابن ابی شیبة من اهل العلم، کانوا یزاحموننا عند کل محدث." [3] ابن حجر، تهذیب التهذیب: 3/6

ابن ابی شیبہ کی اولاد بھی اہل علم ہے اور وہ ہر محدث کے پاس اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

ولادت

آپ کی پیدائش کے بارے میں ابن ابی زبیرؒ نے [4] ابن ابی الزبیر، تاریخ مولد العلماء و

وفیاتھم: 372/1۔ میں اور خطیب بغدادی ۵ نے ۵ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد: 66/10۔ میں کہا ہے کہ آپ 159 ھ میں پیدا ہوئے۔

طلب علم اور علمی سفر

ابن ابی شیبہ کا آبائی وطن کوفہ ہے اور جہاں آپ پلے بڑھے اور جوان ہوئے۔ بعد ازاں ادھر ہی وفات پائی۔ یہی وجہ ہے کہ کوفہ کے اکثر اساتذہ سے آپ نے علم حاصل کیا اور ان کے علم کو اپنے ذہن میں محفوظ کیا مگر اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے حصول علم کے لیے بصرہ و بغداد کا بھی سفر کیا۔ ان دنوں یہی علاقے علم و تعلم اور علماء کا مرکز ہوا کرتے تھے۔ علمائے عراق سے آپ کی علمی پیاس نہ بجھ سکی تو آپ نے حجاز کی جانب رخت سفر باندھا۔ امام ذھبیؒ آپ کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"... و خلق کثیر بالعراق و الحجاز و غیر ذلک۔"[۷]

[۷] الذھبی، سیر اعلام النبلاء: 123/11

یعنی عراق و حجاز وغیرہ کے کثیر لوگ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ نے اپنی ابتدائی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس بات کا تذکرہ خاتمۃ الحفاظ امام ذھبیؒ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"طلب ابو بکر العلم و ھو صبی، و اکبر شیخ لہ شریک بن عبداللہ القاضی ..."[۸]

[۸] الذھبی، سیر اعلام النبلاء: 123/11

ابو بکر ابھی بچے ہی تھے کہ طلب علم شروع کر دی، آپ کے سب سے بڑے استاذ شریک بن عبداللہ قاضی ہیں۔۔۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود اور امام نسائی وغیرہ نے آپ سے اور آپ کے شاگردوں سے روایات لی ہیں مگر امام ترمذی نے اپنی جامع میں ان سے کوئی روایت نہیں لی۔ ان کے علاوہ محمد بن سعد الکاتب، محمد بن یحیی، امام احمد بن حنبل، ابو زرعہ رازی، ابو بکر بن ابو عاصم اور ابو حاتم الرازی وغیرہم جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے بھی اخذ روایت میں آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کیے ہیں۔

آپ کے معاصرین میں امام احمد بن حنبل، یحیی بن معین اور علی بن مدینی جیسے کبار علماء شامل ہیں۔ آپ نہ صرف ان کے ہم عصر ہیں بلکہ ہم رتبہ و ہم پایہ بھی ہیں۔

عقیدہ و نظریات

آپ عقائد اہل سنت والجماعت کے حامل و داعی ہیں۔ اہل علم آپ کو جماعت اہل سنت ہی میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ آپ تو اہل سنت کے اماموں میں سے ہیں اور اس بات کی شہادت درج ذیل دلائل سے ملتی ہے:

(الف)۔ آپ کی کتب

آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہ آپ کے عقیدے کی غمازی کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''کتاب الایمان'' ہے اور یہ شیخ البانی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔ اس کے اندر مسئلہ ایمان پر گفتگو کی گئی ہے اور اہل سنت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خوارج اور مرجئہ پر رد بھی کیا ہے۔

اسی طرح آپ کی کتاب ''کتاب السنۃ'' ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتوی حمویہ میں توحید اسماء و صفات پر مشتمل کتب کا ذکر کرتے ہوئے اسے ابن ابی شیبہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب ''کتاب العرش'' ہے۔ یہ بھی آپ کے عقیدے کو واضح کرتی ہے۔ اس میں آپ نے جہمیہ کے عقیدۂ انکارِ عرشِ الٰہی جیسے باطل عقائد کا رد کیا

ہے۔

آپ کی سب سے مشہور اور اہم کتاب آپ کی 'المصنّف' ہے۔اس کی ابواب بندی ہی آپ کے عقیدے کی ترجمان ہے۔ترجمہ ابواب دیکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ آپ اہل سنت ہی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(ب)۔معروف مسلم مفکر ھبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی نے آپ کا اور آپ کے بھائی عثمان کا تذکرہ ان ائمہ کے ضمن میں کیا ہے جو ائمہ اہل سنت اور داعی ہدایت شمار کیے جاتے ہیں اور رسول اللہ کے بعد جنھوں آپ کے مشن کو سنبھالا۔[9] [9] اللالکائی،شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ ،برقم 42،ص:39۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی نے یہ جملہ بولا'' قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے'' اس کے بعد میں نے ابن ابی شیبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''من لم یقل ھذا فھو ضال مضل مبتدع''۔[10]

• [10] اللالکائی، شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ و الجماعۃ برقم 457، ص:264.

''جو شخص اس کا قائل نہ ہو وہ خود بھی گمراہ ہے اوروں کو بھی گمراہ کرنے والا بدعتی ہے۔''

(ج)۔ابن القیم نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''القصیدۃ النونیۃ'' میں عقائد سمجھنے کے لیے ابن ابی شیبہ کی کتاب 'کتاب العرش' پڑھنے کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی انھیں ائمہ اہل سنت میں شمار کیا ہے۔[11] [11] ابن القیم،متن القصیدۃ النونیۃ:91/2

(د)۔عباسی خلیفہ متوکل باللہ نے آپ کو اور آپ کے بھائی عثمان کو بغداد بھیجا تا کہ وہ

لوگوں کو ایسی احادیث سنائیں اور بیان کریں جن میں معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کی تردید ہو اور جن میں رویت باری تعالیٰ کا اثبات ہو۔[2] [2] الذهبي ، سير اعلام النبلاء: 125/11۔

جرح وتعدیل

علماء جرح وتعدیل آپ کی عدالت وثقاہت اور حفظ واتقان پر متفق ہیں۔ فن رجال کے معروف عالم امام عجلی (۲۶۱ھ) اور امام ابو حاتم الرازی (۲۲۷ھ) نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

" و کان متقنا حافظا دینا ، ممن کتب و جمع و صنف و ذاکر "

کہ آپ حافظ ومتقن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے احادیث لکھیں، جمع کیں اور انھیں یاد رکھا۔ امام دارقطنی نے آپ کو حافظ کہا ہے۔ اصول حدیث کی اصطلاح میں حافظ ایسے عالم کو کہا جاتا ہے جسے اکثر احادیث زبانی یاد ہوں اور وہ راویان حدیث کے احوال سے بھی واقف ہو۔ امام ذھبی آپ کے بارے میں الحافظ الکبیر الحجة کا فیصلہ فرماتے ہیں اور ابن حجر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف 'تھذیب التھذیب' میں آپ کو ثقہ، حافظ اور صاحب تصانیف کہا ہے۔

مرتبہ وقدر ومنزلت

ابن ابی شیبہ کی حیثیت ومرتبت اہل علم کے ہاں مسلم ہے۔ تاہم یہاں جرح وتعدیل کے امام حافظ ذھبیؒ کے صرف چند کلمات پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

" الامام العلم ، سید الحفاظ و صاحب الکتب الکبار ...
وکان بحرا من بحور العلم ، و به یضرب المثل فی قوة الحفظ ..

و قال عمرو بن علی الفلاس : ما رأیت احدا احفظ من ابی بکر بن ابی شیبة ، قدم علینا مع علی المدینی ، فسرد للشیبانی اربع مائة حدیث حفظا ، و قام ۔

و قال الامام ابو عبید : انتهی الحدیث الی اربعة : فابو بکر بن ابی شیبة اسردهم له ، و احمد بن حنبل افقههم فیه ، و یحیی بن معین اجمعهم له ، و علی بن المدینی اعلمهم به ...

قال الحافظ ابو العباس بن عقدة : سمعت عبدالرحمن بن خراش یقول : سمعت ابا زرعة یقول : ما رأیت احفظ من ابی بکر بن ابی شیبة فقلت : یا ابا زرعة ! فاصحابنا البغدادیون؟ قال : دع اصحابک ، فانهم اصحاب مخاریق، مارأیت احفظ من ابی بکر بن ابی شیبة ۔ قال الخطیب : کان ابو بکر متقنا حافظا ، صنف المسند و الاحکام و التفسیر و حدث ببغداد هو و اخواه القاسم و عثمان ۔۔ ''[14]

[14] الذہبی، سیر اعلام النبلاء : 125/11

اس کے بعد احمد بن محمد بن مربع تک سند نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

'' سمعت ابا عبید یقول : ربانیو الحدیث اربعة : فاعلمهم بالحلال و الحرام احمد بن حنبل ، و احسنهم سیاقة للحدیث و اداء علی بن المدینی ، و احسنهم وضعا لکتاب ابو بکر بن ابی شیبة ، و اعلمهم بصحیح الحدیث و سقیمه یحیی بن معین ۔''[15]

[15] المصدر السابق

احوال الرجال کی مشہور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں مصنف آپ کے بارے میں لکھتے

ہیں کہ آپ حافظ،عدیم المثل اور تحریر میں پختہ ہیں ۔۱۶ ؎ ۱۶؎ ذہبی ،تذکرۃ الحفاظ،صفحہ 432/2:

حافظ ابن ھادی بھی آپ کے بارے میں یہی رائے قائم کرتے ہیں کہ آپ حافظ ثقہ اور عدیم النظیر ہیں لکھتے ہیں " الحافظ الثبت ، العدیم النظیر"

تالیفات

اہل اسلام اور محققین کے لیے آپ نے علمی تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ چھوڑا۔ان میں سے معروف تصانیف کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔المصنف

یہ آپ کی سب سے زیادہ مشہور اور اہم کتاب ہے۔جب اخرجه ابن ابی شيبة مطلقا بولا جائے تو اس سے یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

۲۔المسند

بعض لوگ مصنف اور مسند کو ایک سمجھتے ہیں حالانکہ یہ آپ کی دو مختلف کتابیں ہیں۔ مسند دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

امام ذہبی نے ان کے تذکرے میں لکھا ہے:" له كتابان كبيران نفيسان : المسند و المصنف "۱۸؎ ۱۸؎الذھبی، تاریخ الاسلام: 306/26

یعنی آپ کی مسند اور مصنف دو بڑی اعلیٰ اور ضخیم کتابیں ہیں۔

۳۔التفسیر

۴۔التاریخ

۵۔الایمان ۔یہ علامہ البانی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔اور اس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔

۶۔الاوائل

۷۔ثواب القرآن

۸۔السنۃ اس کا ذکر ابن تیمیہ نے بھی کیا ہے۔

۹۔المغازی

۱۰۔الفتن

۱۱۔الفتوح

وفات

آپ کے بارے میں لکھنے والوں کا آپ کی تاریخ وفات پر اتفاق ہے کہ آپ محرم ۲۳۵ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔خطیب بغدادی نے تو صراحتاً لکھا ہے:

" توفی وقت العشاء الآخرۃ ،لیلۃ الخمیس ،لثمان مضت من المحرم ، سنۃ خمس و ثلاثین و مائتین"

و قال البخاری و مطین : مات ابو بکر فی المحرم سنۃ خمس و ثلاثین و مائتین۔۱۹ [19] الذھبی ، تاریخ الاسلام: 306/26

آپ آٹھ محرم 235ھ میں جمعرات کو عشاء کے وقت دار فانی سے کوچ کر کے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مصنّف ابن ابی شیبہ کا تعارف و اہمیت

☆ کتاب کا نام

آپ کی مشہور زمانہ کتاب اس نام سے طبع ہوئی ہے: المصنف فی الاحادیث والآثار جنھوں نے بھی آپ کے حالات لکھے آپ کی کتاب کو 'المصنف' کے نام سے ذکر کیا

ہے اور تراجم، تاریخ و مرویات کی کتب میں بھی یہی نام لکھا ملتا ہے۔ اس کے باوجود بعض مقامات پر تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً

خطیب بغدادی نے اسے 'الاحکام' کہا ہے اور ان کی دیکھا دیکھی داودی، اسماعل پاشا، عمر رضا اور دیگر معاصرین نے بھی اسے الاحکام کہہ دیا۔

ابن ندیم نے اپنی فہرست میں اسے 'السنن' کہا ہے۔ فہارس لکھنے والوں میں سے بعض نے الاحکام کا ذکر کیا ہے اور بعض نے السنن کا اور بعض نے ان دونوں کا اور بعض نے المصنف، الاحکام اور السنن تین کتابیں شمار کی ہیں۔ صحیح بات یہ ہے محقق مؤرخین نے ان تینوں میں سے ایک نام لکھا ہے۔ اسے تین کتابیں نہیں سمجھا۔ یا المصنف لکھا ہے یا الاحکام یا السنن۔ جس نے ان میں سے کسی دو کو یا تین کو جمع کیا اس سے وہم ہوا۔ خطیب بغدادی نے ان کی کتب کے نام لکھتے ہوئے الاحکام کا ذکر کیا ہے یا المصنف کا ذکر نہیں کیا۔

لطف کی بات تو یہ کہ امام ذہبی اور ابن ھادی نے خطیب کی عبارت نقل کرتے ہوئے صرف المصنف کا ذکر کیا ہے۔ ذہبی نے اپنی دیگر کتب میں بھی صرف المصنف ہی کا ذکر کیا ہے۔ تعارف کتب کی مشہور شخصیت، ابن ندیم نے بھی جہاں آپ کی السنن کا ذکر کیا ہے وہاں المصنف کا ذکر نہیں کیا اور جہاں المصنف لکھا ہے وہاں السنن کا تذکرہ نہیں کیا۔

اختلاف کی وجوہ

کتاب کے نام میں اس طرح کے اختلاف میں درج ذیل وجوہ ہو سکتی ہیں:

۱۔ ابن شیبہ نے متقدمین کے طریقے کے مطابق اپنی کتاب کا کوئی نام رکھا ہی نہ ہو اور بعد میں آپ کی یہ کتاب مصنّف ابن ابی شیبہ کے نام مشہور ہو گئی۔

۲۔ متقدمین علماء بعض کتابوں کے نام معنی کو دیکھ کر رکھ لیا کرتے تھے۔ اور اس میں تھوڑا بہت اختلاف بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس کی کئی ایک مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جیسے

سنن دارمی ہے۔اسے مسندالدارمی کہاجاتا ہے۔

سنن سعید بن منصور ہے۔اسے مصنف سعید بن منصور بھی کہتے ہیں

قاسم بن اصبغ کی المنتقی ہے۔اسے المصنف بھی کہا جاتا ہے۔

امام طحاوی کی شرح معانی الآثار ہے۔اسے شرح المعانی یا معانی الآثار بھی کہتے ہیں بلکہ اسے المصنف بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اس جیسی کئی ایک مثالیں موجود ہیں جن میں ایک ہی کتاب کو اس کے مضامین کا اعتبار کرتے ہوئے مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ایسا ہی مصنف ابن ابی شیبہ کے بارے ہے۔کسی نے اسے الاحکام کہا اور کسی نے اسے السنن کہہ دیا اور کوئی اسے المصنف کے نام سے یاد رکھتا ہے تاہم معروف ومشہور نام مصنّف ابن ابی شیبہ ہے۔

معروف حنبلی عالم ابن قدامہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب 'المغنی' میں ایک جگہ مصنف ابن ابی شیبہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''اخرجه ابن ابی شيبة فی سننه'' کہ اسے ابن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں درج کیا ہے۔

ابن قدامہ کے بھتیجے نے بھی شرح الکبیر میں مغنی کی عبارت نقل کرتے ہوئے بغیر کسی تبدل وتغیر کے یہی لکھا ہے اور اس سنن سے ان کی مراد مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔

مؤلف کی طرف کتاب کی نسبت

مندرجہ بالا تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ علماء میں یہ کتاب المصنّف کے نام سے معروف ہے اگرچہ بعض لوگوں نے اسے دوسرے نام سے ذکر کیا ہے۔آپ کی یہ کتاب صحیح سند کے ساتھ آپ سے مروی ہے۔تاریخ وتراجم اور مرویات کی کتب میں اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔یہ اعتماد اس بات کی دلیل ہے کہ علماء اور طلباء علم نے مرور زمانہ کے باوجود اس کا کوئی اور نام پسند نہیں کیا۔اور اگر کسی نے الاحکام یا السنن کہا ہے تو اس کی مراد بھی یہی کتاب ہے۔صحت نسبت

کے مزید دلائل حسب ذیل ہیں:

ا۔ کتاب کے تمام نسخوں میں اس کی نسبت امام ابن ابی شیبہ ہی کی طرف کی گئی ہے۔ بلکہ بعض نسخوں میں مؤلف کا مزید تعارف بھی کرایا گیا ہے مثلاً یہ کہ آپ شیخ المشائخ ہیں، امام بخاری، مسلم، ابوداود وغیرہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

۲۔ بہت سی اسناد کے ذریعے اس کتاب کی نسبت امام ابن ابی شیبہ کی طرف ثابت ہے۔

۳۔ جس نے بھی امام ابن ابی شیبہ کا ترجمہ اوران کے حالات لکھے، اس نے اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی نے المصنّف کے نام سے اور کسی نے الاحکام کے نام سے اور کسی نے السنن کے نام سے اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۴۔ علماء نے آپ کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں اور انھیں آپ ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یعنی اخرجہ ابن ابی شیبۃ۔

۵۔ کسی ایک عالم نے بھی اس کتاب کی آپ کی طرف نسبت کو غلط نہیں کہا اور نہ اس کی نفی کی۔

۶۔ اس کتاب کی آپ کی طرف نسبت اس قدر مشہور ہے کہ لوگوں نے ابوشیبہ کے دیگر بیٹوں سے امام صاحب کو ممتاز کرنے کے لیے انھیں صاحب المصنف کہنا شروع کر دیا۔ یعنی اس کتاب کی وجہ سے ابوبکر اپنے بھائیوں سے الگ ایک پہچان رکھتے ہیں۔

فہرستیں لکھنے والوں نے اس کتاب کو واضح طور پر آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نام ذیل میں درج ہیں:

حاجی خلیفۃ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں [۱]

[۱] کشف الظنون (رقم ۲۷۱)

علامہ الکتانی اپنی کتاب الرسالۃ المستطرفۃ۲۲ میں

۲۲الرسالۃ المستطرفۃ (صفحہ۴۰) میں

فواد سزگین اپنی کتاب تاریخ التراث العربی۲۳ میں ۲۳تاریخ التراث العربی (رقم ۱۹۶) میں

حافظ ذہبی اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ۲۴ اور سیر اعلام النبلاء۲۵ میں

۲۴تذکرۃ الحفاظ (1059/3) ۲۵سیر اعلام النبلاء (122/11)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کئی ایک مقامات پر اور اسی طرح تلخیص الحبیر میں مختلف جگہوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

کتاب کا موضوع

کتاب کے نام ہی سے اس کا موضوع عیاں ہے۔یعنی اس میں صحابہ پر موقوف اثرات، تابعین یا تبع تابعین یا ان کے بعد آنے والے فقہاء کے آثار درج کیے گئے ہیں۔ان آثار کو مقطوعات کا نام دیا جاتا ہے اور المصنّف میں انھیں سند کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ان آثار کا موضوع عموماً فقہ واحکام ہوتا ہے۔اور کبھی کبھی ان میں عقائد، رقائق، تاریخ، فضائل، ردود وغیر پر بھی ابواب بندی کردی جاتی ہے۔اور پھر ان تمام آثار کو مرتب شکل میں کتب اور ابواب کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے اور ہر باب میں کوئی ایک یا کئی ایک مرفوع احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

ان مصنفات میں زیادہ تر فقہی اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آیات احکام کی تفسیر میں ان اقوال میں اختلاف ہوتا ہے۔البتہ صحابہ وتابعین کے تفسیر میں تمام کے تمام اقوال نہیں لکھے جاتے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنفات کا موضوع کتب تفسیر سے مختلف ہوتا ہے۔

مصنفات میں احکام کے علاوہ جو کچھ نقل کیا جاتا ہے تو وہ اصولی طور پر زائد از ضرورت ہے تاہم مصنف ابن ابی شیبہ میں زہد ورقائق، تاریخ وفضائل اور فتن وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ احکام کے علاوہ تمام کے تمام موضوعات ضروری نہیں ہیں کہ انھیں مصنفات میں داخل کیا جائے بلکہ ان کی کتب علیحدہ طور پر مرتب ہونی چاہئیں۔ البتہ ان موضوعات کو کچھ مصنفین زیادہ افادے کے لیے اپنی مصنفات میں درج کر دیتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کا دیگر سنن کے ساتھ موازنہ

اصول حدیث پر پہلی کتاب لکھنے والے مشہور عالم الرامہر مزی فرماتے ہیں:

کوفہ میں صرف ابوبکر ابن ابی شیبہ ہی ہیں جنھوں نے اپنی کتاب میں بکثرت ابواب بنائے ہیں اور انھیں بہترین اور اچھی ترتیب میں پیش کیا ہے۔[26]

[26] الرامہر مزی، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، صفحہ:614

ابن شاکر الکتبی لکھتے ہیں:

''ابن سید الناس کے پاس بہترین کتب کا ذخیرہ اور عمدہ امہات الکتب موجود ہیں جن میں سے ایک مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔۔۔''

انھوں نے مصنف ابن ابی شیبہ کی تعریف کی ہے اور اس کتاب کا ابن سید الناس کے ذخیرۂ کتب میں ہونا ایک خوبی شمار کیا ہے۔

اسی طرح علامہ سبکی نے بھی طبقات شافعیۃ الکبری کے اندر قفال شاشی کے ترجمہ میں کہا ہے کہ میں نے اس مسئلہ میں سلف کے اقوال دیکھنے کی کوشش کی تو مجھے پتہ چلا کہ سلف کے اقوال ذکر کرنے میں سب سے بہترین کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔۔۔

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اقوال سلف کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہے۔

معروف مؤرخ اور محدث علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

'' صاحب المصنف الذی لم یصنف احد مثلہ قط

لا قبله ولا بعده"

مصنف ابن ابی شیبہ جیسی کتاب نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی نے تالیف کی ہے۔

بڑے بڑے علماء اس کتاب کی تعریف میں پیش پیش نظر آتے ہیں مثلاً شمس الدین علامہ سخاوی طلبہ حدیث کو وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ فقہی ابواب پر مشتمل کتب پڑھا کریں کیوں کہ اس کی ضرورت ہے اور پھر ان کتب میں مصنف ابن ابی شیبہ کا ذکر کیا۔

علامہ سخاوی کے کلام میں ضرورت سے مراد معرفتِ حلال وحرام اور آیات واحادیثِ احکام کی تفصیل کا علم ہے۔

علامہ سیوطی، حاجی خلیفہ اور علامہ کتانی وغیرہ سب نے اپنے اپنے انداز میں مصنف ابن ابی شیبہ کی تعریف کی ہے اور اسے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ وتابعین کے ایک بڑے ذخیرے پر مشتمل کتاب قرار دیا ہے۔

علامہ شفیع تھانوی نے بھی ابراہیم نخعی کے اقوال کی تخریج میں اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے اور آثار کی تخریج میں ان کا یہ اعتماد اعلاء السنن میں جابجا دیکھا جا سکتا ہے۔

مصنّف ابن ابی شیبہ، منہج وترتیب

ا۔ مؤلف نے اس کتاب کو فقہی ترتیب میں لکھا ہے۔ اور اسے کئی کتب میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر کتاب کے تحت کئی ابواب بنائے ہیں اور ہر باب کے تحت بہت سی نصوص کو جمع کیا ہے۔ اور باب کے تحت ذکر کردہ احادیث وآثار میں کسی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا۔ بعض اوقات باب کے شروع میں کسی مرفوع حدیث کو لاتے ہیں اور پھر صحابہ وتابعین کے اقوال درج کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باب کے شروع میں کسی تابعی کا قول نقل کرتے ہیں اور پھر صحابہ کے اقوال اور اس کے بعد احادیث وغیر درج کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے

کہ احادیث وآثار کے درج کرنے میں کسی قسم کا کوئی زمانی یا تقدمی لحاظ نہیں ہوتا جس طرح سے احادیث واقوال ذہن میں آئے درج کردیے۔

۲۔ مؤلف نے کوشش کی ہے کہ عنوان باب سے تعلق اور مطابقت رکھنے والی مرفوع یا مقطوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا جائے اور اس سلسلہ میں مؤلف نے صحت و ضعف کی پروا نہیں کی الا کہ اس روایت کا من گھڑت ہونا بالکل واضح ہو۔

۳۔ مصنف کا بہت بڑا حصہ اس کے ابواب پر مشتمل ہے۔حتی کہ ایک ایک فقہی قول پر الگ سے باب قائم کیا ہے۔مثلاً کتاب الطہارۃ میں ایک باب اس طرح ہے: ''من کان یری المسح علی العمامۃ'' اور پھر اس کے بعد یوں عنوان قائم کیا ہے: ''من کان لا یری المسح علیھا ومسح علی رأسہ'' ۲۸ ۲۸ مصنف ابن ابی شیبہ، الطہارۃ، باب من کان لا یری المسح، صفحہ: 22,23/1

۴۔ اسی طرح کتاب الصلوۃ میں ایک عنوان یوں قائم کیا ہے: ''التسلیم فی السجدۃ اذا قرأھا الرجل'' اور پھر اس کے بعد اس طرح سے باب قائم کیا ہے: ''من کان لا یسلم من السجدۃ'' ۲۹ ان کے علاوہ بھی اور بہت امثلہ ہیں۔

کثرت کے ساتھ عنوان قائم کرنے کی وجہ سے اس کتاب میں ابواب کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔اور یہ تقریباً 5494 تک جا پہنچتی ہے۔یقیناً یہ ابن ابی شیبہ کی فقاہت وعلم پر دلالت کرنے والی چیز ہے۔جس طرح امام بخاری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''فقہ البخاری فی تراجم ابوابہ'' ان کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے مگر ان کی ابواب کی ترتیب کچھ اچھی اور برمحل نہیں ہے۔مثلاً طہارت یا صیام کے ابواب آپ نے کتاب الصلوۃ میں درج کیے ہیں،اس وجہ سے اس کتاب میں سے باب تلاش کرنا بھی ایک مشکل مرحلہ ہے کیوں کہ وہ عنوان جس جگہ ہونا چاہئے وہاں وہ ملتا ہی نہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس کتاب کی تنقیح نہیں کی اور نہ انھیں اسے

مرتب کرنے کا موقعہ ملا بلکہ شاگردوں کو املاء کروائی اور پھر اسی طرح لوگوں میں مشہور ہوگئی ۔

۵۔ اکثر اوقات عنوان قائم کرتے ہوئے باب کا لفظ استعمال نہیں کرتے جس طرح دیگر محدثین باب کا لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ان کے عناوین اس طرح سے ہوتے ہیں:

'فی کذا ۔۔' یا 'ما جاء فی کذا ۔۔' ۲۹

اور کبھی کبھی لفظ 'باب' اور عنوان کو اکٹھا بھی لکھ دیتے ہیں مثلا: 'باب فی کذا ۔۔' یا 'باب ما جاء فی کذا ۔۔' اور پوری کتاب میں تقریبا پچیس (۲۵) مواقع پہ ایسا کیا ہے۔

اور کبھی کبھار صرف 'باب' لکھ دیتے ہیں اور اس کا عنوان ذکر نہیں کرتے جیسا کہ امام بخاری بھی اکثر اس طرح کرتے ہیں ۔اس طرح انھوں نے صرف تین (۳) جگہوں پہ کیا ہے ۔

اور کبھی عنوان میں آیت مبارکہ ذکر کرتے ہیں جس پر مسئلہ کا دارومدار ہوتا ہے ۔مثلاً کتاب الطہارۃ میں لکھتے ہیں:" قوله ﴿او لامستم النساء﴾ " ۳۰ اور اسی طرح کتاب الصلوۃ میں ایک مقام پہ یوں عنوان قائم کرتے ہیں: "فی قوله تعالی ﴿اقم الصلاه لدلوك الشمس﴾ "

اور بعض اوقات عنوان میں کسی حدیث کا کوئی ٹکڑا نقل کرتے ہیں مثلاً کتاب الصلوۃ میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے: " صلاة القاعد علی النصف من صلاة القائم" ۳۱ اسی طرح کتاب الصید میں ایک باب یوں قائم کرتے ہیں: " الملائكة لا تدخل بيتاً فيه كلب " ۳۲

اور بعض اوقات صیغہ استفہام کے ساتھ باب قائم کرتے ہیں ۔مثلاً کتاب الطہارۃ میں ہے "فی الوضوء کم هو مرة ؟" ۳۳

۵۔ اسناد نقل کرنے میں ابن ابی شیبہ درج ذیل باتیں بھی پیش نظر رکھتے ہیں:۔

(الف)۔راوی اور شیخ کے مابین صیغ ادا کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں نقل بھی کر دیتے ہیں مثلاً آپ نے لکھا ہے: " حدثنا ابو معاوية و ابن نمير عن الاعمش عن المنهال عن زاذان عن البراء قال ... " اس کے بعد آخر میں کہتے ہیں " الا ان ابن نمير قال حدثنا الاعمش قال حدثنا المنهال ..'' یعنی ابو معاویہ نے 'عن الأعمش' کہا ہے اور ابن نمیر نے 'حدثنا الأعمش' کہا ہے۔ ۳۳ے

ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حدثنا وكيع و ابو معاوية عن الاعمش قال سمعت مجاهداً يحدث عن طاؤس عن ابن عباس ..'' اور پھر آخر میں کہتے ہیں ''و لم يقل ابو معاوية سمعت مجاهداً'' یعنی اس حدیث کی سند میں وکیع نے تو '
سمعت مجاهدا ' کے لفظ استعمال کیے ہیں مگر ابو معاویہ نے ' سمعت مجاهدا ' نہیں کہا۔ ۳۴ے

(ب)۔راویوں کی طرف سے سند کے اندر جو کمی بیشی ہوئی ہو اس پر امام صاحب تنبیہ فرما دیتے ہیں۔مثلاً ایک جگہ اس طرح حدیث شروع کی ہے: ''حدثنا معوية و وكيع عن الاعمش عن ثمامة بن عقبة المحملى عن الحارث بن سويد قال: قال عبد الله ...'' اس کے بعد آخر میں کہا ہے ''الا ان ابا معاوية زاد فيه: قال الاعمش فذكرته لابراهيم فحدث عن عبد الله بمثله و زاد فيه: من شر الجن و الانس " ۳۵ے

(ج)۔حدیث کے مرفوع وموقوف ہونے پر بھی آپ تنبیہ فرما دیتے ہیں۔ مثلاً کتاب الفتن میں لکھتے ہیں: ''حدثنا عبد الاعلى و عبيدة بن حميدعن داود عن ابى عثمان عن سعد رفعه عبيدة ولم يرفعه

عبد الاعلی ۔قال :...“

(د)۔روایت میں اگر کہیں کسی راوی سے کوئی شک ہوا ہو تو اسے بھی واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: ”حدثنا ھشیم عن العلاء بن زیاد عن الحسن او غیرہ الشک منی ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...“

(ھ)۔حدیث کے مرفوع و موقوف ہونے کو مختلف صیغ سے بیان کرتے ہیں۔مثلاً ’رفعہ‘ ، ’یبلغ بہ‘ ، ’روایۃ‘ وغیرہ

۶۔بعض اوقات امام ابن ابی شیبہ حدیث کو بالمعنی نقل کر دیتے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ کچھ ہی دیر بعد وہی حدیث مفصل لکھ دیتے ہیں یا پہلے مفصل لکھ دی ہوتی ہے اور بعد میں اختصار کرتے ہوئے بالمعنی حدیث بیان کر دیتے ہیں۔یا اس حدیث کے آخر میں ’مثلہ‘ یا ’نحوہ‘ وغیر لکھ دیتے ہیں۔یا پھر مختلف ملتے جلتے آثار ایک ہی متن میں جمع کر دیتے ہیں۔اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ متن کو مختصر کرتے ہوئے صرف اتنی عبارت رہنے دیتے ہیں جو مسئلہ کے حکم پر دلالت کرنے والی ہوتی ہے مثلاً ’عن فلان انہ قال لا بأس بہ‘۔اور کبھی باب سے متعلقہ حدیث کے ٹکڑے کو نقل کرتے ہیں اور باقی حدیث حذف کر دیتے ہیں۔مصنف میں ان امور کی امثلہ بکثرت ملتی ہیں۔

۷۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مؤلف متن کا مقصود بیان کرتے ہوئے اس کے معنی کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔مثلاً ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کرتے ہیں ”ایھا الناس انکم لا تدعون اصم و لا غائبا“ اس کے بعد فرماتے ہیں:یعنی فی

رفع الصوت بالدعاء۔٣٦   ٣٦ مصنف ابن ابی شیبہ :36/2۔

٨۔مؤلف نے اپنی کتاب میں کثرت کے ساتھ غریب الفاظ کی تشریح کی ہے۔اس کی بہت سی امثلہ ہیں،ایک دو ذیل میں درج کی جاتی ہیں: ”عن ابی الدرداء ... نعم البیت الحمام، یذهب الصنة یعنی :
الوسخ و یذکر النار ۔٣٧   ٣٧ المصنف :109/1

اسی طرح ایک اور مقام پہ ایک روایت نقل کرتے ہیں ”عن ابن عباس رضی الله عنه قال : دعانی عمر لأتغدی عنده قال ابو بکر: یعنی السحور فی رمضان ...“

☆ کتاب میں احادیث وآثار اور کتب وابواب کی تعداد

مصنف ابن ابی شیبہ میں کتب کی تعداد انتالیس (39) ہے،ان میں سے پہلی کتاب ’کتاب الطہارۃ‘ ہے اور آخری کتاب ’کتاب الجمل وصفین والخوارج“ ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ابواب کی کل تعداد پانچ ہزار چار سو چورانوے (5494) ہے۔

اس مصنف میں سند کے ساتھ منصوص روایات کی تعداد (38940)۔ان میں مرفوع ،موقوف اور مقطوع تمام قسم کی روایات جمع ہے اور مرفوعات کی تعداد (7915) ہے اور موقوفات کی تعداد (11050) ہے اور مقطوعات کی تعداد (17259) ہے۔

☆ خصائص مصنف ابن ابی شیبہ

(الف)۔مصدر اصلی

یہ کتاب مصادر اصلیہ میں شمار ہوتی ہے اور حدیث وآثار کی امہات الکتب میں سے ایک سمجھی جاتی ہے۔اس لیے کہ اس کا مؤلف زمانہ و مرتبہ کے لحاظ مقدم ہے اور اس نے اس میں

شرعی احکامات کے بارے میں صحابہ وتابعین کے
آثار کی ایک کثیر تعداد جمع کر دی ہے۔

(ب)۔موصول روایات

مصنف ابن ابی شیبہ میں تقریباً تمام کی تمام روایات موصول ہیں۔صرف چند ایک مواقع پہ سند موصول نہیں ہے وہ بھی مجموعی طور پہ عالی اسناد ہیں۔

(ج)۔اس کتاب میں امام صاحب کی اپنی یا اپنے اساتذہ کی آراء انتہائی کم ہیں۔ البتہ اس میں علماء کے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے مگر یہ اقوال اور آراء مؤلف کے شیوخ سے اوپر والے اساتذہ سے ہیں۔

(د)۔تفسیری روایات

اس کتاب میں آیات احکام کی تفسیر میں علماء سلف کے اقوال بکثرت موجود ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نہ صرف تفسیر کا ذخیرہ موجود ہے بلکہ فقہی احکامات بھی بہت حد تک جمع کر دیے گئے ہیں۔

(ھ)۔صحت احادیث

اگر چہ اس میں ضعیف روایات بھی بہت ہیں مگر مجموعی طور پہ اس میں صحیح احادیث و روایات کی تعداد بنسبت ضعیف روایات کے زیادہ ہے۔لھذا صحیح احادیث کی کثرت ہونے کے باوجود کسی مسئلے کا استدلال کرتے ہوئے حدیث یا روایت کی صحت کا جانچنا ضروری ہے کیوں کہ ممکن ہے وہ استنادی حیثیت سے کمزور ہو۔حضرت شاہ ولی اللہ ؒ نے اس کتاب کو درجے میں رکھا ہے۔

(و)۔کثرت ابواب

اس کتاب میں ابواب کی کثرت ہے جس طرح صحیح بخاری میں امام

صاحب نے بکثرت ابواب قائم کیے ہیں۔یہ اس کتاب کی فقاہت کے لحاظ سے ایک خصوصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کمزوری بھی ہے کہ ابواب غیر مرتب ہونے کی وجہ سے حدیث تلاش کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

(ز)۔الفاظ متن

اس کتاب میں متابعات وشواھد پر کافی توجہ دی گئی ہے اور متن میں مختلف رواۃ نے جو مختلف الفاظ بیان کیے ہیں ان واضح کیا گیا ہے۔اور ساتھ ساتھ متون میں جو فرق ہو اس پر بھی تنبیہ کر دی گئی ہے۔

(ک)۔عدم تکرار

اس کتاب میں آثار کے تکرار سے گریز کیا گیا ہے۔البتہ جہاں کوئی خاص فائدہ پیش نظر ہو تو آثار کو مکرر بھی لایا گیا ہے مگر بالعموم اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

(ل)۔تقطیع متون

متن یا سند کے فائدے اور لطائف واستدلال کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے متوں کے ٹکڑے نقل کیے گئے ہیں اور جہاں مناسب ہو وہاں انھیں مکرر بھی لایا گیا ہے۔

☆احادیث کا درجہ

استنباط واستدلال سے پہلے حدیث کی صحت وضعف کا علم ہونا ضروری ہے۔لھذا اس کتاب میں پائی جانے والی احادیث کی صحت وضعف،استنادی حیثیت اور ان کے درجات کا علم لازم ہے۔یاد رہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی
کتاب میں صرف صحیح احادیث کا التزام نہیں کیا بلکہ دیگر سنن یا مسانید کے مصنفین ومؤلفین کی طرح انھیں باب سے متعلقہ جو کچھ ملا سب کچھ،یا جو مناسب سمجھا نقل کر دیا۔

امام سخاوی اس بارے فرماتے ہیں:

”و بالجملة فسبيل من اراد الاحتجاج
بحديث فی السنن ۔ لاسيما ابن ماجه و مصنف
ابن ابی شيبة و عبد الرزاق مما الامر فيه اشد او
بحديث من المسانيد : واحد اذ جمع ذلک لم
يشترط من جمعه الصحة و لا الحسن خاصة و
هذا المحتج ان کان متأهلا لمعرفة الصحيح من
غيره فليس له ان يحتج بحديث من السنن من
غير ان ينظر فی اتصال اسناده و حال رواته ...“

یعنی جو شخص سنن یا مسانید میں سے استدلال کرنا چاہتا ہو تو اسے اتصال سند اور رواۃ کے حالات کو ضرور جان لینا چاہئے خصوصا جب وہ ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق وغیرہ یا کسی بھی مسند کی روایت سے حجت لے یا اس کوئی مسئلہ اخذ کرے۔

شیخ عبدالرحمٰن معلمی فرماتے ہیں:

”مصنف ابن ابی شيبة مشتمل مع احاديث
صحاح علی ضعاف و علی اقوال مختلفة محکية عن بعض
الصحابة و بعض التابعين و بعض من بعدهم“

یعنی مصنف ابن ابی شیبہ میں جہاں صحیح احادیث ہیں وہاں ضعیف احادیث بھی ہیں۔
اور یہ صحابہ و تابعین
اور بعد میں آنے والے لوگوں کے مختلف اقوال پر مشتمل ہے۔
صحیح بات یہ ہے اس میں مروی روایات میں سے اکثر صحیح اور قابل حجت ہیں تاہم

انھیں استنادی طور پر پرکھنا اور ان کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

☆عالی و نازل روایات

عالی یا نازل ہونا اصول حدیث کی خاص اصطلاح ہے۔اس سے مراد مصنف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین واسطوں کی تعداد ہے۔تعداد کم ہونے کی صورت میں سند عالی اور تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں سند نازل کہلاتی ہے۔روایاتِ کتاب کی علو ونزول کی بات کرنے سے پہلے یہ واضح رہے کہ ابن ابی شیبہ تبع تبع اتباع التابعین میں سے ہیں۔یعنی عموماً ان کے اور رسول اللہ کے مابین چار واسطے ہیں۔لھذا ان کی مرفوع روایات رباعی یا خماسی ہوتی ہیں اور موقوف روایات ثلاثی یا رباعی اور مقطوع یعنی تابعین کے اقوال میں ان کے اور قائل کے مابین دو یا

تین واسطے ہوتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود اس کتاب میں مرفوع ثلاثیات بھی ہیں یعنی امام صاحب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین واسطے۔یہاں کچھ امثلہ نقل کرتا ہوں:

۱۔ حدثنا ابو الاحوص عن آدم بن علی قال سمعت ابن عمر یقول ۔۔۳۸؎

۲ حدثنا ھشیم عن عمران بن ابی عطاء قال رأیت ابن عباس توضأ ۔۔۔ ۳۹؎

ایسی عالی اسناد کافی مقامات پر پائی جاتی ہیں۔لیکن ان اسناد کے عالی ہونے کیا فائدہ کہ ان میں انقطاع آ گیا ہے۔

رہی نازل اسانید تو یہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بہت کم ہیں۔سب سے زیادہ نازل روایت درج ذیل ہے:

”حدثنا یحیی بن آدم عن حمید بن عبد الرحمن عن عباد بن العوام عن الشیبانی عن الشعبی ۔۔۔“ [40]

اب یہاں اصل میں ابن ابی شیبہ اور شعبی کے درمیان دو یا تین واسطے ہونے چاہئے تھے مگر اس سند میں چار واسطے ہیں۔

نوٹ:

اکثر لوگوں کو ابن ابی شیبہ کی مصنف اور مسند میں التباس ہوتا ہے اور وہ انھیں ایک ہی کتاب سمجھتے ہیں۔ حال آنکہ یہ دو مختلف کتابیں ہیں ۔اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے ۔امام صاحب کی مسند ،مسند ابن ابی شیبہ کے نام سے ریاض سے دار الوطن نے شائع کی ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ایک ضخیم کتاب ہے جو تقریباً سولہ مجلدات میں ہے جبکہ مسند دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے۔

اس میں جو روایات کتب ستہ سے زائد ہیں وہ بوصیری نے ’اتحاف الخیرۃ المھرۃ ‘میں اور حافظ ابن حجر نے ’المطالب العالیۃ‘ میں جمع کی ہیں اور ان زائد روایات کی تعداد 572 ہے۔اور یہ زائدہ روایات زیادہ تر مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں کیوں کہ مصنف مسند کی نسبت کافی ضخیم ہے۔

مصنّف ابن ابی شیبہ سے علماء کا تعلق

علماء نے مختلف اعتبار سے اس کتاب پر کام کیا ہے ۔مثلاً

1۔ فھارس ومعاجم کی کتب میں مصنف کی روایات ذکر کی ہیں ۔
2۔ تخریج میں اس کتاب کی احادیث پر اعتماد کیا ہے۔
3۔ کسی مسئلہ میں اختلافی اقوال کی نقل میں اس کتاب پر اعتماد کیا گیا ہے ۔

4۔ اس کی بعض کتابوں کو مستقل طور پر تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

5۔ اس پر حاشیہ اور شرح لکھی گئی ہے۔

☆مصنّف کی ہم تک کی سند

ساری کی ساری مصنف ابن ابی شیبہؒ بن مخلد کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے ۔اور بقی بن مخلد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کے بارے میں لکھا گیا ہے:

”الامام الحافظ ابو عبدالرحمن بقی بن مخلد القرطبی ولد بقرطبة فی حدود سنة مائتین ومن اشهر شیوخه احمد بن حنبل و ابوخیثمة زهیر بن حرب و ابوبکر بن ابی شیبة و اخوه عثمان و غیرهم کثیر ۔ ومن اشهر تلامیذه ابنه احمد بن بقی و الحسن بن سعد الکتامی (راوی المصنف عنه) و عبد الله بن یونس القبری المرادی (الراوی الثانی للمصنف عنه)۔

سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

”الامام القدوة ، شیخ الاسلام“ و قال ایضاً :
”وکان اماماً
مجتهداصالحاً ربانیاً صادقاً مخلصاً رأساً

فی العلم و العمل ، عدیم المثل منقطع القرین بالاثر ولا یقلد احداً"

☆مصنف ابن ابی شیبۃ کی مطبوعات

مصنف ابن ابی شیبہ درج ذیل مقامات سے طبع ہوئی ہے:

۱۔دار السّلفیۃ بمبئی،ھند، ۱۳۹۹ھ،شیخ مختار احمد ندوی کی تحقیق کے ساتھ۔

۲۔دار التاج، بیروت، ۱۴۰۹ھ،کمال یوسف الحوت کی تحقیق کے ساتھ۔

۳۔دار الرشد،نسخہ نمبر۲ہی کو انھوں نے چھاپا ہے۔

۴۔دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ،سعید محمد اللحام کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ۔

۵۔دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۶ھ،محمد عبد السلام شاھین کے اشراف میں۔

۶۔مکتبہ دار الرشد، ۱۴۲۵ھ، حمد بن عبداللہ الجمعہ اور محمد بن ابراھیم اللحید ان کی تحقیق سے۔

۷۔مکتبہ قدیمیہ، ملتان۔

۸۔یہ کتاب محمد عوامہ کی تحقیق سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

۲۹؎ مصنف ابن ابی ھیبۃ،صفحہ:01/2

۳۰؎ دیکھیے مصنف ابن ابی ھیبۃ،صفحہ:75,22,11/1

۳۱؎ مصنف ابن ابی شیبۃ، صفحہ:166/1

۳۲؎ المصدر السابق صفحہ:52/2

۳۳؎ مصنف ابن ابی ھیبۃ،صفحہ:410/5

۳۴؎ المصدر السابق،صفحہ:8/1

۳۵؎ المصدر السابق،صفحہ:373/3

۳۶؎ مصنف ابن ابی ھیبۃ،صفحہ: 375/3

۲۵ المصدر السابق، صفحہ: 202/10

۲۶ المصدر السابق، صفحہ: 7/15

۲۷ مصنف ابن ابی شیبۃ، صفحہ: 65/1

۲۸ المصدر السابق، صفحہ: 5/1

۲۹ مصنف ابن ابی ھیبۃ، صفحہ: 12/1

۳۰ المصدر السابق، صفحہ: 326/7